نظرات

اب جب کہ علی گڑھ کا مضمون ختم ہو گیا ہے، مجھ کو وعدہ اور پروگرام کے مطابق جنوبی افریقہ اور ماریشس کے سفرنامے کی طرف توجہ کرنی چاہیئے تھی جس کے لئے ہند اور بیرونِ ہند سے شدید تقاضے آ بھی رہے ہیں، لیکن پچھلے دنوں برہان میں پروفیسر خورشید احمد فارق کا جو مضمون شائع ہوا۔ اور اُس پر دفترِ برہان میں جو خطوط موصول ہوئے یا اخبار الجمعیۃ میں شائع ہوئے اُن سے یہ محسوس کر کے بڑا دکھ اور افسوس ہوا کہ ایک پروفیسر صاحب موصوف کا ہی ذکر نہیں جو اپنے بقول "غیر جانب دار مورخ" ہو کر ہلاک جادوئے سامری ہو گئے۔ بلکہ ہم میں جو طبقہ دیندار کہلاتا ہے اُس کا ذہن بھی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات و سرایا کے معاملہ میں صاف نہیں اور اس سلسلہ میں اُس کا مطالعہ سرسری اور سطحی ہے۔ اس بنا پر جب ہمارے قدیم اکابر مورخین سیرت کا کوئی بیان یا روایت اس کے مزعومات کے خلاف سامنے آتی ہے تو وہ اُن سے ہی بدگمان ہو جاتا اور اُن کی ثقاہت پر کلام کرنے لگتا ہے، ان وجوہ سے میں اپنا دینی اور مذہبی فریضہ سمجھتا ہوں کہ اپنے مطالعہ اور غور و فکر کی روشنی میں غزوات و سرایا کی جو حقیقت میں نے سمجھی ہے اس کو بیان کر دوں اور اس کو دوسرے کاموں پر مقدم رکھوں، چنانچہ یہ مقالہ خدا نے چاہا تو آئندہ ماہ سے "عہدِ نبوی کے غزوات و سرایا اور اُن کے مآخذ پر ایک نظر" کے زیرِ عنوان شائع ہونا شروع ہو جائے گا۔ اس کے بعد اسی سلسلہ کا ایک دوسرا مقالہ "الغرانیق العلیٰ کی روایت" پر ہوگا۔ والامر بید اللّٰہ وبہ التوفیق۔